سید یونس الحسنی

رھنمایانِ بے مرام

مرحوم باچا خاں کے پوتے اسفند یار خاں نے ایک اخباری بیان میں موجودہ حکومت کی طرف سے سیاست دانوں کے کڑے احتساب کو ہدف تنقید بناتے ہوئے اسے قومی سیاست کاروں کو کرپٹ ڈیکلئر کرنے کی گھناؤنی سازش قرار دیا ہے۔ گجرات کی سیاسی گدی کے وارث نے بھی دادِ شجاعت دیتے ہوئے اس صورت حال کو نئے چہروں کی تلاش کا مترادف کہا ہے۔ سر شاہنواز بھٹو کی پوتی نے بیرون ملک سے صبا کے دوشِ نازک پر سندیسہ بھیجا کہ غیر منتخب حکمرانوں کو کسی کے احتساب کا حق نہیں۔ الغرض اندرونی و بیرونی کرب کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔ کرپٹ لوگوں کی صفیں آتش بداماں ہیں۔ اس خارزار کا ہر خورد و کلاں اور اس صحرائے ناپید اکنار کا ہر پیر و جواں بقولِ شاعر

ع...... بک رہا ہے جنوں میں کیا کیا کچھ

ان لوگوں نے فرض کر رکھا ہے کہ انہیں سیاسیاتِ وطن سے آؤٹ کر دیا گیا تو کچھ باقی نہیں بچے گا۔ شدید ترین بحران آئے گا۔ ہمارے سوا کوئی اور یہ مناصب سنبھالنے کے لائق ہی نہیں۔ بالفاظِ دیگر ماؤں نے وہ پوت سپوت نہیں جنے جو ہماری طرح "جولانیاں" دکھا کر اپنی "بہترین صلاحیتوں" کے ساتھ پاکستان اور پاکستانیوں کی "بے لوث" خدمات انجام دے رکھیں۔ نئے لوگوں کے سیاست میں در آنے یا لائے جانے کے خدشات نے بے چینیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ بلدیاتی کنوؤں کے مینڈکوں سے لے کر قومی "تالاب" اور صوبائی "جوہڑوں" کی "بڑی مگر گندی مچھلیوں" تک سبھی مرغِ بسمل کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ ان سب گھامڑوں کے مدار المہام جی ڈی اے کے بادشاہ نے چیخ چیخ کر ہر ایک کو خبردار کیا کہ میرے "اعوان و انصار" اور میری "رعایا" اپنا آپ سنبھال لیں۔ اپنے بچاؤ کی مناسب تدابیر اختیار کریں۔ ورنہ احتساب کی انہونی آگ سب کو بھسم کر دے گی۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

بڑے میاں کی پکار نے سب کو چوکنا کر دیا۔ انہوں نے اپنے بزرگ باواں دیدہ کی زبانِ جمہوریت ترجمان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کا پورے تدبر و تفکر کے ساتھ تجزیہ کیا اور اڑانیں بھرنا شروع کر دیں۔ وطن عزیز کی حرمت پر مر مٹنے کے دعوے کرنے والے، اس کے استحکام کے لئے جدوجہد کا عزم مصمم کرنے والے۔ اس پاک دھرتی سے انمٹ پیار کا ناٹک کرنے والے بڑے میاں کی جنبش ابرو کے ساتھ ہی لوٹ کھسوٹ کا مال لئے وطن کی عصمت پامال کر کے اس کا حسین جسم نوچ کر رقص شرار کرتے ہوئے اجنبی

دیسوں کے مکیں بن گئے "دختر مشرق" اور "فرزند مشرق" کا معاملہ تو اظہر من الشمس ہے ایک نامۂ اعمال سمیت "اندر" اور ایک چھینا جھپٹی کے مال سمیت باہر، ان کے ساتھ رسم وفا نبھاتے ہوئے "آفتاب سرحد" چھ لاکھ ڈالر لے کر "نا" غفیل ہو گئے۔ گجرات کی "عظیم" سیاسی فیملی کے سابق ایم پی اے سپوت جو اپنی مضحک کیفیات کے باعث "ہر دلعزیز" ہیں اپنا "بہت کچھ سمیٹے یار غیر میں کسی محرم کو سپردم بہ تو مایۂ خویش را کہ "کر گذشتہ دنوں بپکر شرافت کے "گرین سگنل" پر لوٹ آئے۔ ساتھ ہی گھر کے بڑے صاحب نے بھاشن دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی کرپٹ نہیں۔ اس قماش کے بیورو کریٹس، ٹیکنو کریٹس اور ارسٹو کریٹس کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔ لے دے کے طبقۂ فقرا، رہ گیا ہے جو جس کا کھاتا ہے اسی کا پہرہ دیتا ہے۔

اسی صورتِ حال کی گھمبیرتا کے پیشِ نظر ایک کہانی یاد آ گئی۔ آپ بھی سن لیں، کسی جنگل میں ایک پرندہ برسوں سے رہتا تھا۔ وہ ایک خاص درخت پر بیٹھتا اور بھوک لگنے پر اس کا پھل کھا کر اپنی حیات مستعار کے لیل و نہار گذار رہا تھا۔ ایک دن جنگل میں اچانک آگ بھڑک اٹھی۔ نخلستانیوں کے ہزار ہا تدابیر کے باوصف آگ پر قابو نہیں پایا جا رہا تھا۔ معاملہ ہاتھ سے نکلتا دیکھا تو جنگل کے بادشاہ نے ہر طرف یعنی شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً بھاگ دوڑ کر اپنی رعایا کو ضروری ہدایات جاری کیں۔ تمام پرندے درندے، چرندے، حشرات جنگل چھوڑ گئے جونہی بادشاہ خود بھی باہر کی طرف لپکا، اچانک اس کی نظر ایک درخت پر پڑی اس کی ایک شاخ پر وہی پرندہ بیٹھا تھا۔ باشادہ کے کہنے کے باوجود اس نے اپنی آماجگاہ چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ شاہ نخلستان نے گرج کر طائر بے مایہ کو ڈانٹا ارے کم بخت جل مرے گا۔ اپنی قسمت کھوٹی نہ کر اپنے آپ کو بچا، مگر پرندے کا جواب سن کر بادشاہ سلامت سر جھکائے خاموشی سے اپنی راہ ہو لیے۔ پرندے کا جواب سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس نے کہا اے بادشاہ میں جب سے اس جگہ آیا ہوں۔ اسی درخت پر میرا رہن بسیرا رہا ہے۔ میں نے تپتے گرم موسم میں اس کی ٹھنڈی چھاؤں سے لطف اٹھایا ہے۔ شدید ترین سردیوں میں اس کے پتوں سے خود کو ڈھانپا اور اس کی اونچی شاخوں پر براجمان ہو کر دھوپ سینکی ہے۔ اپنے شکم کا دوزخ بھرنے کے لئے میں کہیں اور نہیں گیا بلکہ اس کے بہترین، تازہ اور میٹھے پھل سے خود کو سیر کیا ہے، اب اس پر آفت آن پڑی ہے تو میں بھاگ جاؤں، یہ بے وفائی ہے اور میں بے وفا اور ہرجائی ہرگز نہیں۔ میرا مرنا اور جینا اسی کے ساتھ ہے۔ میں اسے چھوڑ کر نہیں جاؤنگا۔

وفا کی بات نہ پوچھو جفا کی نگری میں
زہے نصیب جسے عشق راس آ جائے

لمحۂ فکریہ ہے کہ ہمارے رہنمایانِ بے مرام ایک نرم و نازک پرندے سے بھی کم مایہ ہو گئے ہیں۔

بقیہ 7 پر